حضرت عمرؓ نے اسی مجمع عام میں مستغیث کو حکم دیا کہ "اٹھ اور اپنا بدلہ لے۔" عمرو بن عاص کہنے لگے: "امیر المومنین! اس طرح تو تمام عمال بددل ہو جائیں گے۔" حضرت عمرؓ نے فرمایا "تاہم ایسا ضرور ہوگا۔" پھر مستغیث کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "اٹھ اور اپنا کام کر۔"

اب عمرو بن عاص نے مستغیث کو اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ سو دینار لے لے اور اپنے دعویٰ سے باز آئے۔ اس طرح حضرت عمرو بن عاص کی جان چھوٹی۔ (کتاب الخراج ص ۶۶)

اور حضرت عمرؓ کی عمال پر یہ گرفت اتنی مضبوط تھی کہ سوائے حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت معاویہؓ کے کوئی عامل بھی ان کی گرفت سے آزاد نہ رہا تھا۔ حضرت معاویہ البتہ باریک کپڑے پہنتے اور ٹھاٹھ سے رہتے تھے جس کے لیے انھوں نے حضرت عمرؓ کے سامنے معذرت کر دی تھی کہ میں جس علاقہ (شام) میں رہتا ہوں وہاں کی سوسائٹی کے لحاظ سے مجھے ایسا کرنا پڑتا ہے۔

اسلام اور بنیادی حقوق

جہاں تک فرانس کے منشور جمہوریت پر تقابلی تبصرہ کی ضرورت تھی وہ ہم نے پیش کر دیا ہے۔ اس تبصرہ سے باسانی یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ بنیادی حقوق کی تحفظ و نگہداشت کسی نظام میں زیادہ ہے۔ بالفاظ دیگر صدر اور دیگر حکام جمہوریت میں زیادہ بااختیار ہوتے ہیں یا نظام خلافت میں۔ لیکن بنیادی حقوق کے تحفظ کی بحث ابھی مزید تفصیل و تنقیح کی محتاج ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

۱- جان و مال کا تحفظ انسان کا سب سے بڑا اور بنیادی حق جان و مال اور عزت کا تحفظ ہے جان و مال کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے خود بدنی سزائیں مقرر کر کے اس حق کی حفاظت اور بڑے بڑے جرائم کا انسداد کیا ہے۔ اس کی مثال نظام خلافت کے سوا کہیں نہیں مل سکتی۔

جان کے بدلے جان، بصورت دیگر انسانی جان کی قیمت سو اونٹ یا تقریباً ۵ لاکھ روپیہ جو کہ قاتل کے پورے خاندان سے علی حفظ قرابت وصول کیا جاتا ہے۔ ایسی سزا ہے جو پورے معاشرہ کو متنبہ کر دیتی ہے کہ اس جرم کے نزدیک نہ جانا چاہیے۔ چوری اور ڈاکہ کی سزا مالی تحفظ کے لیے اور زنا اور شراب کی سزا عزت کے تحفظ کے لیے ہے۔

موجودہ جمہوری قوانین تو زنا کو صرف اس صورت میں جرم سمجھتے ہیں جب کہ وہ بالجبر ہو

شراب کبھی حلال کردی جاتی ہے کبھی حرام ۔ آبرو کا مسئلہ کوئی مسئلہ ہی نہیں ۔ کوئی بدمعاش آپ کی بے عزتی کرے، گالی دے، مارے ۔ موجودہ قانون اس وقت تک حرکت میں نہیں آتا جب تک کہ وہ آپ کو مار کر زخمی نہ کر دے ۔ رہا چوری ڈاکہ اور قتل کی وارداتیں ۔ تو عدالتوں کے طریق اور وکلاء کی موشگافیوں اور رشوت کے کاروبار نے ان جرائم کو اتنا ارزاں کر دیا ہے کہ انسان کی قیمت ایک جانور جتنی بھی نہیں سمجھی جاتی ۔

اسلام نے ان قانونی اقدامات کے علاوہ کسی کے جان و مال اور عزت سے کھیلنے کے متعلق جو وعید سنائی ہے وہ بھی سن لیجیے ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے ایک لاکھ چوبیس ہزار کے مجمع میں مسلمانوں سے پوچھا ۔ بتلاؤ آج کونسا دن ہے ؟ لوگوں نے کہا ۔ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں ۔ آپ نے فرمایا یہ حرمت کا دن (یوم النحر) ہے ۔ دوسری مرتبہ پوچھا کہ یہ کون سا مہینہ ہے ؟ لوگوں کے پہلے سے جواب پر آپ نے فرمایا یہ حرمت والا مہینہ (ذی الحجہ) ہے ۔ پھر آپ نے تیسری بار پوچھا یہ کون سا شہر ہے ؟ لوگوں کے پہلے سے جواب پر آپ نے فرمایا ۔ یہ حرمت والا شہر (مکہ مکرمہ) ہے ۔ اس سوال و جواب کے بعد آپ نے فرمایا :

ان اللہ حرم علیکم دمائکم واموالکم واعراضکم کحرمۃ یومکم هذا فی شهرکم هذا فی بلدکم هذا (بخاری کتاب المناسک)

بے شک تمہاری جانیں، تمہارے اموال اور تمہاری آبروئیں ایک دوسرے پر اس قدر حرام ہیں جیسے آج کے دن، اس مہینہ اور اس شہر میں حرمت ہے ۔

۲ ۔ معاشرتی حقوق

معاشرتی حقوق سے متعلق بھی اسی خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا کہ گورے کو کالے پر، عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں (معیار فضیلت صرف تقویٰ ہے) اور تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے تھے ۔

اس پر مفصل بحث ہم خاندانی مساوات کے تحت کر چکے ہیں اور یہ بھی بتلا چکے ہیں کہ یہ مساوات صرف اسلام ہی میں قائم ہو سکتی ہے ۔ جہاں سب انسان ہم مرتبہ ہیں ۔ کوئی ایک دوسرے کا محکوم نہیں، حاکمیت صرف اللہ کی ہے ۔

اب دیکھیے اسلام صرف اس معاشرتی مساوات پر اکتفا نہیں کرتا ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کو بھائی بھائی بن کر رہنے کی تلقین کرتا ہے ۔ ارشاد باری ہے : اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ ۔

اور اخوت ایک باپ کی اولاد کو کہتے ہیں جس میں لڑکے لڑکیاں سب شامل ہوتے ہیں۔
گو یا اسلام آپس میں بھائیوں جیسا رشتہ مودت قائم کرنا چاہتا ہے۔
اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الدین نصیحۃ دین (یا نظام حیات) خیر خواہی کا نام ہے۔

اور اس خیر خواہی میں سب مسلم اور غیر مسلم شامل ہیں۔ ایک مسلمان کو ہر ایک کے بھلے کی بات ہی سوچنا چاہیے۔

۳۔ قانونی حقوق

مفت اور بلا تاخیر انصاف کے حصول کے لیے اسلام کے متعدد اقدامات کر کے امیر اور غریب میں جس طرح امتیاز ختم کیا ہے اور یہ حق حاصل کرنے کی جتنی سہولتیں بہم پہنچائی ہیں اس کی تفصیل قانونی مساوات میں گزر چکی ہے۔ اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ دیگر جمہوری معاشروں میں غریب عوام کو یہ حق وصول کرنے میں کیا کیا دشواریاں اور مشکلات پیش آتی ہیں۔

۴۔ حقوقِ ملکیت

اس کی تفصیل قومی خزانہ میں حقوق ملکیت کے تحفظ کے تحت دے چکے ہیں اور یہ بھی واضح کر چکے ہیں کہ اس سلسلہ میں جمہوری ملکوں کو عوام پر کیونکر ظلم روا رکھا جاتا ہے۔

۵۔ معاشی حقوق

کا تفصیلی تذکرہ قومی خزانہ کے تحت نظام کفالت پیش کیا جا چکا ہے۔ اور یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے جس ملک میں — خواہ وہاں ملوکیت ہو یا جمہوریت — سرمایہ دارانہ نظام قائم ہو، وہاں غریب عوام مالی وسائل سے استفادہ نہیں کر سکتے۔ اسلام میں سود کے بجائے مضاربت اور زکوٰۃ اور نظام کفالت ایسے اقدامات ہیں جن سے غریب عوام کو وسائل رزق بھی مہیا ہو جاتے ہیں اور ان کی امداد بھی ہو جاتی ہے حتیٰ کہ غیر مسلموں کا بھی پورا پورا خیال رکھا جاتا تھا۔

۶۔ حقِ تعلیم

یوں تو جمہوری ممالک میں بھی عوام کی تعلیم کا حسب ضرورت اہتمام کیا جاتا ہے۔ لیکن اسلام میں تعلیم حاصل کرنا اس کا لازمی حصہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس کے لیے کئی تدابیر اختیار کیں اور بہت سے ادارے قائم کیے۔ حتیٰ کہ خانہ بدوش بدوؤں کے لیے قرآن مجید کی تعلیم جبری طور پر قائم کی۔ ابوسفیان نامی ایک شخص کو چند آدمیوں کے ساتھ مامور کیا کہ وہ قبائل میں پھر پھر کر ہر شخص کا امتحان لے اور جس کو قرآن مجید کا کوئی حصہ بھی یاد نہ ہو

اس کو سزا دے۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ اسلامی مملکت میں ایسی تعلیم جو اس کے بنیادی نظریات کے خلاف ہو اسے برداشت نہیں کیا جا سکتا جبکہ جمہوری ممالک میں ایسی کوئی پابندی نہیں۔ کیونکہ یہ ریاستیں عموماً لادینی قسم کی ہوتی ہیں۔ بلکہ واضح تر الفاظ میں یوں سمجھیے کہ وہ مذہبی دعوے کے باوجود لادینی ہی رہتی ہیں۔

۷۔ حق ضمیر و آزادی مذہب

یعنی ہر شخص کو یہ حق ہوتا ہے کہ وہ جونسا عقیدہ اور جونسا مذہب پسند کرتا ہے، اختیار کرے۔ لیکن کسی دوسرے مذہب یا فریق کی دل آزاری اور نقض امن عامہ کا باعث نہ بنے۔

اسلام یہ حق تو دیتا ہے کہ "دین میں کوئی جبر نہیں" ہر شخص جو دین پسند کرتا ہے وہ اختیار کرے۔ لیکن ایک دفعہ اسلام لانے کے بعد دین تبدیل کرنے کو وہ مجرم قرار دیتا ہے۔ کیونکہ اسلام ایک تحریک ہے۔ لہٰذا دین کی تبدیلی کو بغاوت سمجھ کر اس کی سزا قتل قرار دیتا ہے۔
اس کے علاوہ کئی قسم کے قانونی حقوق ہیں مثلاً حق نقل و حرکت، حق معاہدہ، حق انجمن سازی یا خاندانی حقوق ایسے حق ہیں جو سب نظام تسلیم کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کے تذکرہ کا کوئی فائدہ نہیں۔

۸۔ سیاسی حقوق

جس کی کئی اقسام ہیں۔ مثلاً حق بالغ رائے دہی (بشمول خواتین) حق نمائندگی (قانون سازی کا حق) حق منصب و عہدہ، حکومت پر نکتہ چینی کا حق وغیرہ اور دراصل یہی حقوق ہیں جن پر جمہوری ممالک کا سارا زور صرف ہوتا ہے۔ ان سب حقوق پر ہم پہلے بھرپور تبصرہ کر چکے ہیں۔

گو اسلام میں امیر کا انتخاب شوریٰ کی ذمہ داری ہے۔ امیر باہمی مشورہ سے باقی حکام کو نامزد کرتا ہے۔ پھر بھی اسلام نامزدگی یا عزل و نصب یعنی جمہوری روح یا حکومت میں عوام کی مداخلت کا عنصر قائم رکھتا ہے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے کئی گورنروں کو اہل علاقہ کی شکایت کی بنا پر معزول کر دیا تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص جیسے پایہ کے بزرگ صحابی اور فاتح کو حضرت عمرؓ نے کوفہ کی گورنری سے محض اس لیے معزول کر دیا کہ وہاں کے لوگوں نے ان کی شکایت کی تھی۔

صوبجات اور اضلاع کے حاکم اکثر رعایا کی مرضی سے مقرر کیے جاتے تھے اور بعض اوقات بالکل انتخاب کا طریقہ عمل میں آتا تھا۔ کوفہ، بصرہ اور شام میں جب عمال خراج

(COLLECTOR) مقرر کیے جانے لگے تو حضرت عمرؓ نے ان تینوں صوبوں میں احکام بھیجے کہ وہاں کے لوگ اپنی اپنی پسند سے ایک ایک شخص انتخاب کر کے بھیجیں جو ان کے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ دیانتدار اور قابل ہوں۔ چنانچہ کوفہ سے عثمان بن فرقد، بصرہ سے حجاج بن علاط اور شام سے معن بن یزید کو لوگوں نے منتخب کر کے بھیجا اور حضرت عمرؓ نے انھیں لوگوں کو ان مقامات کا حاکم مقرر کیا۔

عوامی حقوق کے اس سرسری جائزہ سے یہ بات صاف واضح ہے کہ ایسے حقوق جن کا تعلق لادینیت، فحاشی اور عیاشی سے ہے۔ ان حقوق کا تو مغربی جمہوریت میں خوب ڈھنڈورا پیٹا جاتا اور ان کی حمایت کی جاتی ہے اور جن حقوق کا تعلق مصالح عامہ، غریب پروری، اور امن سے ہے وہ بالعموم نظر انداز کر دیے جاتے ہیں۔ اس کے برعکس اسلام انھیں بنیادی اور عوامی حقوق کی نگہداشت کرتا اور سارا زور ان پر صرف کرتا ہے۔

اسلامی مملکت میں غیر مسلموں کے حقوق

مملکت اسلامیہ میں قانونی حقوق غیر مسلموں (ذمیوں) کو بھی ویسے ہی حاصل ہوتے ہیں جیسے مسلمانوں کو۔ اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کو قتل کر ڈالتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوراً اس کے بدلے مسلمان کو قتل کرا دیتے تھے۔ مال اور جائداد کے متعلق ان کے حقوق کی حفاظت اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے کہ جس قدر زمینیں ان کے قبضے میں تھیں، فتح کے بعد بھی ان کے قبضہ میں بحال رہنے دی گئیں۔ ملکی انتظامات میں بھی ان سے مشورہ لیا جاتا تھا۔ ایسے انتظامات جن کا تعلق ذمیوں سے ہوتا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے مشورہ اور استصواب کے بغیر کام نہیں کرتے تھے۔

ایک دفعہ شام کے ایک کاشتکار نے شکایت کی کہ اہل فوج نے اس کی زراعت کو پامال کر دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے بیت المال میں سے دس ہزار درہم ان کو معاوضہ میں دلوا دیے۔

مذہبی امور میں ذمیوں کو پوری آزادی تھی۔ ہر قسم کی رسوم مذہبی ادا کرتے تھے۔ علانیہ ناقوس بجاتے اور صلیب نکالتے تھے۔ مسلمان اگر کسی سے سخت کلامی کرتے تو وہ اس کی پاداش کے مستحق ہوتے تھے۔

ان سے جزیہ اور عشور کے علاوہ کوئی محصول نہ لیا جاتا تھا اور جزیہ کی شرح میں نرمی کا پہلو اختیار کیا جاتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ایک بوڑھے کو بھیک مانگتے دیکھا۔

پوچھا بھیک کیوں مانگتا ہے؟ بولا مجھ پر جزیہ لگایا گیا ہے۔ اور مجھ میں ادا کرنے کی طاقت نہیں۔" آپ اسے اپنے ساتھ گھر لے آئے اور کچھ نقد دے کر بیت المال کے ناظم کو کہلا بھیجا کہ اس قسم کے معذوروں کے لیے بیت المال سے وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔

آپ کے دَور میں قاعدہ یہ تھا کہ جو مسلمان اپاہج یا ضعیف ہو جاتا۔ بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر ہو جاتا تھا۔ بعینہٖ ایسی ہی مراعات ذمیوں کو بھی حاصل تھیں۔

ماحصل یہ ہے۔ کہ سوائے کلیدی اسامیوں پر فائز ہونے کے ان لوگوں کو وہ تمام قانونی مراعات حاصل تھیں جو مسلمانوں کو حاصل تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ ذمیوں نے اپنی ہم مذہب سلطنتوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کا ساتھ دیا۔ ذمی ہی تھے جو مسلمانوں کے لیے رسد بہم پہنچاتے، لشکرگاہ میں مینا بازار لگاتے، اپنے اہتمام اور خرچ سے سڑک اور پل تیار کراتے تھے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جاسوسی اور خبر رسانی کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے۔